کی حدیث میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے رمضان المبارک کی پہلی تاریخ کو نازل ہوئے تورات چھ رمضان کو اور انجیل ۱۳ رمضان کو نازل ہوئی، قرآنِ کریم چوبیس رمضان کو نازل ہوا یہ تفسیری روایات سے معلوم ہوا ہے، بہرحال رمضان المبارک کو قرآن پاک کے ساتھ خصوصی تعلق ہے یہ وہ ماہِ مبارک ہے جس میں اللہ تعالے نے انسان کو بہت بڑی نعمت عطا فرمائی۔

اس ماہِ مبارک کو قرآن پاک کے ساتھ بطور یادگار خصوصی لگاؤ ہے اسی لیے حکم ہے کہ اس مہینہ میں قرآن پاک کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کی جائے اگرچہ محض تلاوت منتہائے مقصود نہیں بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ اس سے نصیحت پکڑی جائے اس کے بتلائے ہوئے اصولوں کی پیروی کی جائے اور اس کے احکام پر عمل کیا جائے، اسی لیے شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ "مقصد از نزول قرآن محض تلفظ نیست" اگرچہ اس زمانہ میں محض تلاوت بھی غنیمت ہے کیونکہ حضور علیہ السلام کا ارشادِ مبارک ہے کہ قرآن پاک کا ایک ایک حرف پڑھنے سے دس دس نیکیاں حاصل ہوتی ہیں جب کوئی شخص خلوص دل کے ساتھ تین حرف الٓمٓ پڑھتا ہے تو تیس نیکیوں کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالے کے کلام کی اس قدر برکت ہے کہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے مکتوبات میں لکھا ہے کہ قرآن پاک کے علاوہ جو بھی کلام یا اوراد ہیں انہیں بغیر سمجھے پڑھنے سے کوئی فائدہ نہیں صرف کلام پاک ہی ایک ایسا کلام ہے جسے سمجھ کر یا بے سمجھ ہر حالت میں پڑھنے سے فائدہ ہی فائدہ ہے اس کے لیے صرف ایمان اور نیت صالحہ کی ضرورت ہے۔

الشریعۃ اکیڈمی
کی طرف سے قارئین
الشریعۃ کی خدمت میں
عید مبارک
پیش کی جاتی ہے

اللہ تعالیٰ عالمِ اسلام کو وحدتِ ملت، اسلام کے غلبہ اور کفر و استعمار سے مکمل گلوخلاصی کے ساتھ حقیقی عید کی خوشیاں نصیب فرمائیں۔
آمین، یا الٰہ العالمین
(ادارہ)

دربارِ جہانگیری کے ایک بزرگ عالم شیخ فریدؒ کے نام

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا فکر انگیز مکتوب

اللہ تعالےٰ آپ کو اپنے بزرگ آباء و اجداد کی راہ پر ثابت قدم رکھے اوّل ان میں سے افضل سردارِ دوجہاں پر اور پھر باقی ماندہ حضرات پر صلوٰۃ و سلام ہو۔

بادشاہ کو دنیا سے وہی تعلق ہوتا ہے جو دل کو جسم سے اگر دل صحیح و سالم ہو تو جسم بھی صحیح و سالم ہوتا ہے اور اگر دل فاسد ہو تو جسم بھی فساد کا شکار ہو جاتا ہے بادشاہ کی اصلاح سے دنیا کی اصلاح اور اس کے بگاڑ سے دنیا کا بگاڑ وابستہ ہوا کرتا ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ عہدِ ماضی میں اہلِ اسلام پر کیا کچھ نہیں بیتی۔ گزشتہ ادوار میں اسلام کی غربت اور کسمپرسی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی پھر بھی اہلِ اسلام کی حالت اس سے زیادہ زار و زبوں نہ تھی۔ کہ وہ اپنے دین پر رہتے تھے۔ اور کفار اپنے مذہب پر جیسا کہ آیت کریمہ "لکم دینکم و لی دین" کا مضمون ہے۔ لیکن عہدِ ماضی میں نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ کفار تو اپنے استیلاء اور غلبے کی بدولت دارالاسلام میں کفر کے احکام جاری کرتے تھے اور مسلمان احکام اسلام کے اظہار سے بھی قاصر تھے اظہار کی جرأت کرتے تھے تو قتل کر دیئے جاتے تھے۔ وائے افسوس! اللہ سبحانہٗ و تعالےٰ کے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے والے تو ذلیل و خوار تھے اور ان کے منکر صاحبِ عزت و اعتبار! مسلمان مجروح دلوں کے ساتھ اسلام کے عزادار تھے اور دشمن تمسخر اور استہزاء کر کے ان کے زخموں پر نمک چھڑکتے تھے ہدایت کا آفتاب گمراہی کے پردے میں اور حق کا نور باطل کی تاریکی میں مستور تھا۔

آج کہ دولتِ اسلام کی ترقی میں مانع اسباب کے زوال اور بادشاہِ اسلام کی تخت نشینی کی خوش خبری ہر خاص و عام کو پہنچی اہلِ اسلام نے ضروری سمجھا کہ بادشاہ کے ساتھ تعاون اور ترویج شریعت اور تقویت ملت کے متعلق اس کی راہ نمائی کریں۔ خواہ یہ امداد و تقویت زبانی ہو یا عملی۔ اولین امداد یہی ہے کہ مسائل شرعیہ اور کتاب و سنت اور اجماع اُمت کے